تحقیق پروفیسر
قاضی محمد طاہر الہاشمی

تعدادِ آیاتِ قرآن

آیت کے لفظی معنی علامت اور نشان کے ہیں۔ چونکہ آیت پر کلام ختم ہوتا ہے۔ اس لیے اسے آیت کہتے ہیں۔ قرآن میں بھی آیت علامت اور نشان کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ "ان آیتہ ملکہ" یعنی اس کے بادشاہ ہونے کی نشانی اور علامت۔ آیت کے معنی جماعت اور گروہ کے بھی آتے ہیں۔ چونکہ آیت بھی حروف کی ایک جماعت اور گروہ ہے اس رعایت سے اسے بھی آیت کہتے ہیں۔ اور آیت کے معنی عجیب کے بھی ہیں۔ چونکہ یہ عجیب چیز ہے اور معجزہ ہے تمام انسان اس جیسی بات نہیں کہہ سکتے اس لیے بھی اسے آیت کہتے ہیں۔

ابتداء میں جب قرآن کریم میں نقطے اور اعراب قائم کیے گئے تو ختم آیات پر بھی علامت کے طور پر نقطے لگائے گئے جس کو بعد میں گول دائرہ کی صورت میں اختیار کر لیا گیا۔

تعداد آیات:۔ قرآن کی آیات کی تعداد کے متعلق عصر حاضر میں تقریباً تمام ہی علماء و مشائخ، حفاظ و قرآء مقررین و واعظین اور محققین اور سکالرز ایک ہی بات پر متفق دکھائی دیتے ہیں کہ وہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہے۔ حتیٰ کہ مذہبی و درسی اور قرآن کی معلومات پر لکھی گئی کتب و رسائل میں بھی یہی تعداد منقول ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ شیخ التفسیر علامہ سید شمس الحق افغانی لکھتے ہیں کہ شمار حضرت عائشہ کے مطابق ۶۶۶۶ ہے۔ (علوم القرآن تحت تعداد آیات قرآن ۱۴۳)

۲۔ ہفت روزہ خدام الدین میں۔ جمع و تدوین قرآن کریم ایک تاریخی جائزہ کے تحت آیات کی تعداد ۶۶۶۶ درج ہے۔ (خدام الدین قرآن کریم نمبر ص ۱۵۔ ۱۹ نومبر ۱۹۷۱ء)

۳۔ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جسے جناب نعیم صدیقی صاحب مدیر اعزازی برائے قرآن نمبر نے بالفاظ ذیل پیش کیا ہے۔

یہ قرآن نمبر اس لحاظ سے اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے کہ اس کے لیے دو تین سال مسلسل کام کیا اور کرایا گیا ہے بے شمار کتب اور تحریروں سے استفادہ کیا گیا...... جو ملکی سرمایہ علم میں ایک اچھا اضافہ ہے۔ اس میں بھی آیات کی تعداد ۶۶۶۶ ہی ہے۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد اول ص ۱۸۸)

۴۔ وفاقی وزارت تعلیم حکومت پاکستان کی تیار کردہ اسلامیات بطور واحد لازمی کتاب برائے انٹرمیڈیٹ کلاسز منظور شدہ برائے محکمہ ہائے تعلیم صوبہ پنجاب، صوبہ سرحد، صوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان، فیڈرل ایریا اور

آزاد کشمیر میں آیات کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہی مذکور ہے۔ (اسلامیات لازمی ص ۱۱۰)
۵- سپاہ صحابہ پاکستان کا ترجمان رسالہ ماہنامہ خلافت راشدہ میں قرآنی معلومات پر ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں آیات کی تعداد ۶۶۶۶ ہی لکھی ہوئی ہے۔ خلافت راشدہ ۲۳ اپریل ۱۹۹۷ء (شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

علامہ دانی سے اہل فن کا اس پر اتفاق نقل کیا گیا ہے کہ قران شریف کی آیات چھ ہزار ہیں لیکن اس کے بعد کی تعداد میں اختلاف ہے۔ اور اتنے اقوال نقل کیے ہیں ۶۲۰۴، ۶۲۱۴، ۶۲۱۹، ۶۲۲۵، ۶۲۳۶ (فضائل قرآن ص ۲۵ تحت حدیث ص ۹)

موصوف ان اقوال مختلفہ میں سے صحیح قول کی نشاندھی نہیں کرسکے۔ جس طرح علماء کرام نے قرآن کریم کے دیگر شعبوں اور پہلوؤں پر باقاعدہ کتب تصنیف کیں اس طرح آیات و کلمات، حروف و حرکات کی تعداد اور قرآنی رسم الخط پر بھی متعدد کتابیں لکھیں۔ ابو عمر الدانی نے البیان اور ابو العباس راکشی نے الدلیل فی مرسوم خط التنزیل لکھی۔ جس میں قرآن مجید کی سورتیں آیات، کلمات حروف، اعراب اور نقطوں کو بھی شمار کیا ہے۔

امام ابو عبد اللہ الموصلی فرماتے ہیں۔

آیات کی تعداد میں یہ اقوال مختلف اہل مکہ، اہل شام، اہل بصرہ اور اہل کوفہ کا آیات کی تحقیق و شمار کے فرق پر مبنی ہے۔ اہل مدینہ کا ایک عدد اور شمار ابو جعفر یزید بن القعقاع اور شبیتہ بن نصاح سے مروی ہے اور دوسرا شمار اسمعیل بن جعفر انصاری کا ہے۔

اہل مکہ کا عدد عبد اللہ بن کثیر کی سند سے ابن عباس سے منقول ہے جس کو وہ ابی بن کعب سے بیان کرتے ہیں اور اہل شام کا عدد بروایت اخفش بعض کبار صحابہ سے نقل کیا گیا۔ اہل بصرہ کا عدد عاصم کی روایت سے منقول ہے اور اہل کوفہ کا عدد حمزہ کی طرف منسوب ہے۔ (الاتقان جلد اول) امام قرطبی لکھتے ہیں کہ

اہل مدینہ کی اول شمار کی رو سے کل تعداد آیات چھ ہزار ہے (۶۰۰۰)

اور دوسرے شمار کے لحاظ سے چھ ہزار دو سو چار ہے (۶۲۰۴)

اہل مکہ کی تحقیق و شمار کے لحاظ سے چھ ہزار دو سو انیس ہے (۶۲۱۹)

اہل کوفہ کی تحقیق میں چھ ہزار دو سو چھتیس ہے۔ (۶۲۳۶)

اور یہ تعداد وہ ہے جسے سلیم اور کسائی حمزہ سے نقل کرتے ہیں اور حضرت علی کی جانب اسی کو منسوب کیا گیا۔

اہل شام کی تحقیق میں چھ ہزار دو سو چھبیس ہے۔ (۶۲۲۶) ابن ذکوان کا خیال ہے کہ بظاہر یحیٰ بن الحارث الذماری جو اس عدد کے راوی ہیں انہوں نے بسم اللہ... کو ایک مستقل آیت شمار نہ کیا ہوگا۔

اہل بصرہ کی تحقیق اہل مدینہ کے دوسرے شمار کے مطابق ہے۔ ان اقوال کو نقل کر کے شیخ ابو عمر الدانی نے اہل کوفہ کی تحقیق و شمار کو ترجیح دی ہے۔ جو حضرت علی کی جانب منسوب ہے اور فرمایا اسی شمار پر قدیم

زمانہ سے مصاحف قرآنیہ کی تالیف و ترتیب ہے۔ (احکام القرآن قرطبی جلد اول ص ۴۵)

قرآن مجید کے تمام نسخوں سے بھی اہل کوفہ کے شمار ہی کی تائید ہوتی ہے کہ قرآن کریم کی آیات کی صحیح تعداد چھ ہزار دو سو چھتیس (۶۲۳۶) ہے اور چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) کا قول جو اگرچہ جمہور علماء و قرآء نے اختیار کر رکھا ہے بالکل باطل ہے۔

قرآن مجید کی آیات کی تعداد ملاحظہ فرمائیں۔

سورت نمبر	تعداد آیات	سورت نمبر	تعداد آیات	سورت نمبر	تعداد آیات	سورت نمبر	تعداد آیات
۱	۷	۲۱	۱۱۲	۴۱	۵۴	۶۱	۱۴
۲	۲۸۶	۲۲	۷۸	۴۲	۵۳	۶۲	۱۱
۳	۲۰۰	۲۳	۱۱۸	۴۳	۸۹	۶۳	۱۱
۴	۱۷۶	۲۴	۶۴	۴۴	۵۹	۶۴	۱۸
۵	۱۲۰	۲۵	۷۷	۴۵	۳۷	۶۵	۱۲
۶	۱۶۵	۲۶	۲۲۷	۴۶	۳۵	۶۶	۱۲
۷	۲۰۶	۲۷	۹۳	۴۷	۳۸	۶۷	۳۰
۸	۷۵	۲۸	۸۸	۴۸	۲۹	۶۸	۵۲
۹	۱۲۹	۲۹	۶۹	۴۹	۱۸	۶۹	۵۲
۱۰	۱۰۹	۳۰	۶۰	۵۰	۴۵	۷۰	۴۴
۱۱	۱۲۳	۳۱	۳۴	۵۱	۶۰	۷۱	۲۸
۱۲	۱۱۱	۳۲	۳۰	۵۲	۴۹	۷۲	۲۸
۱۳	۴۳	۳۳	۷۳	۵۳	۶۲	۷۳	۲۰
۱۴	۵۲	۳۴	۵۴	۵۴	۵۵	۷۴	۵۶
۱۵	۹۹	۳۵	۴۵	۵۵	۷۸	۷۵	۴۰
۱۶	۱۲۸	۳۶	۸۳	۵۶	۹۶	۷۶	۳۱
۱۷	۱۱۱	۳۷	۱۸۲	۵۷	۲۹	۷۷	۵۰
۱۸	۱۱۰	۳۸	۸۸	۵۸	۲۲	۷۸	۴۰
۱۹	۹۸	۳۹	۷۵	۵۹	۲۴	۷۹	۴۶
۲۰	۱۳۵	۴۰	۸۵	۶۰	۱۳	۸۰	۴۲

سورت نمبر	تعداد آیات	سورت نمبر	تعداد آیات	سورت نمبر	تعداد آیات	سورت نمبر	تعداد آیات
۸۱	۲۹	۹۰	۲۰	۹۹	۸	۱۰۸	۳
۸۲	۱۹	۹۱	۱۵	۱۰۰	۱۱	۱۰۹	۶
۸۳	۳۶	۹۲	۲۱	۱۰۱	۱۱	۱۱۰	۳
۸۴	۲۵	۹۳	۱۱	۱۰۲	۸	۱۱۱	۵
۸۵	۲۲	۹۴	۸	۱۰۳	۳	۱۱۲	۴
۸۶	۱۷	۹۵	۸	۱۰۴	۹	۱۱۳	۵
۸۷	۱۹	۹۶	۱۹	۱۰۵	۵	۱۱۴	۶
۸۸	۲۶	۹۷	۵	۱۰۶	۴	کل تعداد	۶۲۳۶
۸۹	۳۰	۹۸	۸	۱۰۷	۷		

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اس ناقابل تردید حقیقت کے برعکس مسلمانوں نے یہ باور کرلیا ہے کہ آیات قرآن کی تعداد ۶۶۶۶ ہے معلوم نہیں کہ اس کے پیچھے کس "ایجنسی" کا خفیہ ہاتھ کارفرما ہے۔

اس اختلاف کے حل کے لیے کسی ڈگری اور کتب کی ورق گردانی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن مجید ہر مدرسہ۔ ہر مسجد اور ہر گھر میں موجود ہے۔ معمولی دنیاوی تعلیم رکھنے والا بھی تھوڑا سا وقت نکال کر اس عقدہ کو حل کرسکتا ہے۔ لیکن صد افسوس ہمارا مذہبی طبقہ بھی اس کی زحمت گوارہ نہیں کرتا اور اپنی تحریر و تقریر میں ایک ہی وظیفہ پڑھتا رہتا ہے کہ تعداد آیات قرآن ۶۶۶۶ ہے۔

یہ درست ہے کہ قرآن کے نقاط، حرکات و اعراب، احزاب یا منزلیں، اخماس اور اعشار، اجزاء یا پارے رکوع اور رموز اوقاف بعد میں وضع کیے گئے لیکن آیات کی تعیین خود رسالت مآب ﷺ سے ثابت ہے۔ مفسرین کرام نے یہ وضاحت کی ہے کہ آیات قرآنیہ کی ترتیب توقیفی ہے۔ اور رسول اکرم کے واسطہ سے خود رب العزت کی ہی قائم کردہ ہے جس میں کسی کے اجتہاد، رائے اور قیاس کو ادنیٰ بھی دخل نہیں جس ذات جل و علا نے اس کے جمع کرانے کی ذمہ داری لی تھی اس نے اسے ایک خاص ترتیب سے جمع کرایا۔ یہی ترتیب توقیفی و اصولی ہے اور یہی آنحضرت کی اختیار کردہ ترتیب رسولی ہے۔

ابن الحصار کا قول ہے کہ سورتوں اور آیات کی ترتیب اور وضع اپنے اپنے مواقع میں وحی خداوندی ہی سے ہوتی تھی۔ چنانچہ آنحضرت ہر آیت کے نازل ہونے کے بعد فرمادیتے تھے اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں جگہ اور فلاں آیت کے بعد رکھو۔ (الاتقان فی علوم القران جلد اول) امام احمد عثمان بن ابی العاص سے روایت کرتے ہیں۔

میں آنحضرت کے پاس بیٹھا تھا کہ ناگہاں آپ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر نظر پھیر لی پھر آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل آئے فامرنی ان اضع ھذہ آلایتہ ھذا الموضع من ھذہ السورہ اور مجھے حکم دیا کہ میں اس آیت کو فلاں سورت میں اس موقع پر رکھوں۔ (مسند احمد) سیدنا عثمانؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ پر کئی کئی سورتیں نازل ہوتی رہتیں۔ پس جب آپ پر نزول ہوچکتا تو آپ کاتبین وحی کو بلا کر حکم دیتے۔ صنعوا ھولاء الایات فی السورہ اللتی یذکر فیھا کذاو کذا فاذا انزلت علیہ الایہ فیقول صنعو ہذا الایہ فی السعدہ یذکر فیھا کذاو کذا۔ کہ ان آیتوں کو اس سورت میں جس میں ایسا ایسا ذکر ہے لکھ دو اور جب آپ پر کوئی آیت اترتی تو بھی آپ فرمادیتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں جس میں ان باتوں کا ذکر ہے۔ رکھ دو۔ (ترمذی جلد دوم) حضرت عمر فاروق کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت سے مسئلہ کلالہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ الاتکفیک آیہ الصیف اللتی فی آخر سورہ النساء کیا تمہیں وہ آیت کافی نہیں جو موسم گرما میں اتری تھی جو سورت نساء کے آخر میں ہے (صحیح مسلم کتاب الفرائض)

اسی طرح حضور اکرم نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح اٹھتے وقت تین مرتبہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم۔ اور سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھ لے (ثلث آیات من آخر سورہ الحشر) اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتوں کو مقرر فرمادیتے ہیں جو شام تک اس کے لیے رحمت کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ (جامع ترمذی جلد دوم)

رسول اکرم کا ارشاد ہے "من حفظ عشر آیات من اول سورہ الکھف عصم من فتنہ الدجال" جو شخص سورت کہف کی پہلی دس آیات یاد کرلے۔ رب العزت اسے فتنہ دجال سے محفوظ رکھیں گے۔ (صحیح مسلم جلد اول) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "من قرأ الایتین من آخر سورہ البقرۃ فی لیلہ کفتاہ"

جو شخص ہر شب کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ کر سوئے تو وہ دو آیتیں اسے ساری رات کے لیے کافی ہیں۔ (سنن ابی داؤد جلد اول)

ایک دوسرے موقع پر آنحضرت فرماتے ہیں ان سورہ من القرآن ثلاثون آیہ شفعت لرجل حتی غفرلہ وہی تبارک الذی بیدہ الملک۔ قرآن پاک میں ایک سورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں وہ اپنے پڑھنے والے کی سفارشیں کرے گی یہاں تک کہ وہ بخشا جائے۔ وہ سورت ملک ہے۔ (جامع ترمذی ج ۲ و سنن ابی داؤد ج ۱)

جب رسول پاک سورتوں کی آیتوں تک کو شمار فرمارہے ہیں۔ مختلف سورتوں میں محل آیات کی نشاندہی فرمارہے ہیں سورتوں کے نام اور آیتوں کے اعداد و شمار تک پیش نظر ہیں تو پھر اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ آیتوں کے ارتباط اور سورتوں کے مرتب ہونے کا مسئلہ خود آنحضرت کے سامنے ہی طے ہوچکا تھا اور اس ترتیب کے مطابق قرآن مجید جمع ہوا۔ اور آج تک آپ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق ہی قرآن مجید شائع بھی ہوتا رہا۔ اگر آیات کو شمار کرنے کی زحمت گوارہ کرلی جاتی تو تعداد آیات کے متعلق مختلف اقوال نہ پائے جاتے۔

پیچھے گزر چکا ہے کہ آیات قرآن کی صحیح تعداد اہل کوفہ کے شمار کے مطابق چھ ہزار دو سو چھتیس (۶۲۳۶) ہے۔ اس قول کو حضرت علی کی جانب منسوب کیا گیا ہے اور شیخ ابو عمر الدانی نے اسی تحقیق و شمار کو ترجیح دی ہے۔ اور قرآن مجید کے تمام نسخے بھی اس قول کی تائید کرتے ہیں ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ علماء کرام اور دیگر محققین اس حقیقت کے برعکس آیات قرآن کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) بتاتے ہیں ان دونوں قولوں میں چار سو تیس (۴۳۰) آیتوں کا فرق ہے اور یہ کوئی معمولی فرق نہیں تعداد زیادہ بتائی جاتی ہے اور موجود کم ہے کوئی شیخ التفسیر بھی اس فرق کو دور کر سکتا ہے۔

اگر بسم اللہ کو ایک مستقل آیت کے طور پر شمار کر لیا جائے تو بھی آیات کی تعداد ۶۶۶۶ نہیں بنتی کیونکہ بسم اللہ ۱۱۳ سورتوں کی ابتداء میں ہے۔

سورہ توبہ کے شروع میں نہیں ہے اور فرق ۴۳۰ آیات کا ہے۔

جبکہ جمہور علماء کے نزدیک بسم اللہ.... نہ تو سورہ فاتحہ کی آیت ہے اور نہ کسی دوسری سورت کی البتہ اس پر اتفاق ہے کہ سورہ نمل میں بسم اللہ ایک مستقبل آیت ہے۔ اس لیے قران مجید کے تمام نسخوں میں ہر سورہ کے شروع میں واقع بسم اللہ کو مستقل آیت شمار نہیں کیا گیا۔

اہل تشیع کے نزدیک آیات قرآن کی تعداد سترہ ہزار ہے۔ اصول کافی کتاب فضل القرآن)
سید جواد مصطفوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ممکن ہے اس میں منسوخ شدہ آیات بھی شمار کرلی گئی ہوں۔

لیکن اہل سنت یہ توجیہ بھی پیش نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ وہ موجودہ قرآن کی آیات کی تعداد ۶۶۶۶ بتاتے ہیں اور منسوخ شدہ آیات اس شمار سے خارج ہیں ۔ اگر تمام تفاسیر اور دیگر روایات کی رو سے ایسی تمام آیات جو "حکما اور تلاوۃ" منسوخ ہوں جمع بھی کر لی جائیں اور بسم اللہ کو بھی جو ہر سورت کی ابتداء میں ہے الگ الگ مستقل آیت تصور کر کے شمار کر لیا جائے تو پھر بھی ۶۶۶۶ کا عدد ثابت نہیں ہوسکتا۔

جبکہ حقیقت یہی ہے کہ جو حضرات آیات قرآنیہ کی تعداد ۶۶۶۶ بتاتے ہیں وہ نہ تو منسوخ شدہ آیات کو اس میں شامل سمجھتے ہیں اور نہ ہی بسم اللہ... کو الگ الگ ایک مستقل آیت شمار کر کے ایسا دعوی کرتے ہیں۔

اس کا واحد حل یہی ہے کہ ۶۶۶۶ کے قول سے رجوع کر کے آئندہ تحریر و تقریر میں صحیح تعداد ۶۲۳۶ پر مبنی قول اختیار کیا جائے جس کی قرآن مجید کے تمام نسخوں سے بھی تائید ہوتی ہے۔

اہل علم اور مشائخ تفسیر سے درخواست ہے کہ وہ اس بنیادی نکتے کی طرف توجہ کر کے اس ابہام کو دور کرنے کی سعی فرمائیں۔

ان اریدالا الا صلاح ماا ستطعت وما توفیقی الا باللہ